

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہابی اہل سنیہ و اہل تشیعہ ہدایت بخیر لکھنؤ

خطہ صدارت

جمہوریت اسلامیہ

حضرت حامی سنت و اہل شریعت اہل ایمان ہندو راس المحدثین رئیس المصلحین
مولانا الحاج السید الشاہ مسید محمد قنا محقق اشرفی جیلانی کچھوچی
صلوات اللہ علیہم اجمعین جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم ورحمۃ اللہ علیہم

آل انڈیا سنی کا نفرنس

کے بت پرستوں کے ایشیائی تاریخ میں اجلاس ہندوستان منقذہ ۲۲ تا ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲
مطابق ۲۴ تا ۲۶ اپریل ۱۹۲۵ء اور پانچ روزہ شائع و علمدار اور قریب لاکھوں سے لاکھ
عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کرنا بارادریع مجمع حفظ لفظ اور فقہ فقہاء
تجدید مضمون کیا تحسین و مرجع اور علمائے فکیر سے فضائل آسمانی گونج اٹھی اور سچ بولوں کے
پیر بار بارادریع کی استغاثیں کی گئیں۔ اور علمائے فہم کو کل انڈیا سنی کا نفرنس کا ہونا

پاکستان میں مسلمانوں کی بصیرت اور استفادہ کے لیے ادارہ نے
سہ بارہ شائع کیا
قیمت

جائزہ

انجنیوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام! اور اے ہمارے علماء و اعلام! ہائے غیور! ہم نے آپ کو زحمت دی، اور آپ نے آج کل کے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا، اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا، آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی۔ آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی اس بخشش آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو بھروسہ کیا کہ اس نے ہم کو دامنوں پر رحم فرمایا، اور ہمارے سینے میں طاقتوں اور نئی قوتوں کا سایہ کرم ہمارے سروں پر لگا کر چھادیا۔ اب ہم اس عہد کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو، اپنی اولا کو، اپنے مال کو، اپنی عزت کو آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں کہ آپ کے معبود برحق کے پیار یوں، وہ معبود، جسکو ہر سائنس میں آپ نے باور رکھا، اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی، آپ کے رسول پاک کے نام لیواؤں، وہ رسول پاک، جسکے ناموں و وقار کا پرچم ہاتھوں میں، اور جسکے شہر و دھندوں کے جلوے آنکھوں میں، اور جسکے دبدبے اور شوکت کے سینے دلوں میں آپ نے جمائے، اس کے کلمہ پر مٹنے والے بھولوں کو احیاء فرمایا، رسول پاک کی بھولی بھیروں کی تاک میں لگ گئے ہیں، دولت پر ڈاکے، اقتدار پر بمباری، ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عذر پر حملے، انہی تنظیمیں انتشار و فترت کی سازشیں، ایک مسلم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لیے آڑا رہی ہے، اور پھر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دھڑکیں اور ان کے دامنوں میں پناہ لیں، جسکو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لیے ہتھکڑیاں بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آپ مظلوماں کی شرح تھے، ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا کہ دعوت دی گئی، اور اس شہوت کریم آپ کو سوکھی ہوئی بھی نہ دے سکیں گے، قیام گاہ و رختوں کے سایہ کے سوا ہات پا نہیں ہے

جس دن محکمہ راشن نے ہمکو راشن دینے سے انکار کر دیا، اور ہمکو احکام ان کر دینا پڑا کہ ہم ایک نوالہ بھی نکھلا نہیں سکتے، آپ اپنا کھانا ساتھ لائے، تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا جہاں ہم مجرم کی طرح شرمندہ سر ہٹا کر کھڑے تھے، اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم آپ کو کیا تمنا دیکھائیں۔ بناؤں گا ایک ایک سستی ایسا ہو گیا کہ گویا ہم میں جان نہیں۔ ہماری استقبال کا ہائی گماند مولوی سلیم اللہ صاحب مدد سستی کا فخر جس کوک دارڈ بنارس، خواجہ عبدالحق صاحب ناظم سستی، مشر لاڈلے صاحب امیرا لکھنؤ، منظور احمد صاحب مدد سستی کا فخر، بھیلو پورہ دارڈ۔ ہمارے ناظم قیام گاہ دارڈ سبھان علی صاحب۔ ہمارے ناظم طبخ شیخ عبد العزیز صاحب وغیرہ ان میں سے ہر ایک اپنا کھانا پینا بھیل گیا، اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے کہ اچانک دلوں سے ہرک پر ہو کر اٹھی، اور بدیافتہ کی طرح سر اٹھا، زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آگیا، آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔ عالم تصور کعبہ لے گیا، طیبہ لے گیا، بنیاد پہنچے، اجیر گئے۔ سامنے آزمائش و ابتلا کی ذمہ داری لگئی اور کرب و بلا کا خطرہ آنکھوں میں سما گیا، اور جیسے کسی نے کہہ دیا کہ یہ تو میدان کر بلا میں تیرہ سو برس سے نیا وہ ہوئے ملے ہو گیا کہ دانہ پانی بند کر کے دنیا لے لی، حق کو اعلان حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی، حسین کی قربانی و فدا تمام لیا۔ کرنا کے لیے آب و دانہ شہیدوں نے ثبات قلب عطا فرمایا، اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا کہ حق پرست اور مقدس صابریں ہماری جیسی دنیا پرستی پر رحم فرمائیں گے، اور ہماری آہ سے ضرور تشریف لے جائیں گے، اور ہماری رہنمائی کیلئے ہمارے رہنما بلا شرط آجائیں گے۔ ہمارا یہ احساس جان بخش رہا، یقیناً یہ غیبی آواز تھی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں، اور اسے دنیا بھوک دیکھنے والا دیکھ رہے

شیخ عبد العزیز صاحب مدد سستی

کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آگے اور بلا شرا
آگے۔ ہمارے اجلاس کے لیے کلیر اجلاس ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ
عظیم وجہ یہ بھی ہے جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا، اور آئندہ
ہمیشہ حیرت کراتار سے گا۔

اسے ہمارے خیر گو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو، کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا
کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لیے بنارس کا انتخاب کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی
دور سے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ بنارس ہندوستان کا سنٹر واقع ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنی والوں کیلئے برابر کا نام ہے چنانچہ
لیکن اب آپ بنارس آچکے ہیں اور پچھلے سے آنی والوں نے دیکھا کہ بنارس سے
متصل وہ شہر جو تھوڑے جوسا اظہر شرقیہ کا دارالسلطنت رہا ہے اسٹیشنوں کے اسٹیشن
امام گبر تور، شاہ گنج، قلعہ آباد، جلال گنج، خاٹکس پور وغیرہ راستہ میں ٹپتے ہوئے،
پورب سے آنے والوں نے بنارس سے پہلے منظر آئے پایا ہو گا۔ شمال سے آتے ہوئے
تاجپور، پورستف پور، غازی پور، سب پور ٹپتے ہوئے۔ دکن میں آکر آباد مرزا پور سے
گزرے ہوئے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ مکتبہ دایاں بنائی ہیں کہ
بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر
کنٹرول رکھنا ہمارے موروثوں کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت
وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیری کی بلند نظری کی گواہ ہے، اور وہ جامع مسجد ہے
جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان ذخیرہ ہے۔ دہلی کی طرح یہ بھی وہ شہر ہے
جہاں ایک شاہان مغلیہ کی نسل آباد ہے۔ ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب
مرزا جہانگیر بخت، لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا
ایک محلہ بھی ایسا ہے جس میں گنج شہیدان نہ ہو۔ شہر سے ہر طرف نکل جاکوئی نہ کوئی

نئی کانفرنس کے لیے بنارس کا انتخاب

مسلم القیوم، عارف باطن، مسود خد میں ہے، اور سارا حاشیہ اور باغ نگر ہے۔ اور سب
جانتے ہیں کہ حاشیہ مشرق کی اہمیت کو بڑھا سکتے ہیں اور اس کی انجیوں کو سب سے زیادہ
اٹھار سٹادیوں، جو اس شہر کی دنیا سیاسی اہمیت کی وجہ سے اور مقصد تاریخی ہیں،
اور اس روشن افق کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر برطانوی اعلا، ہواستطلاح
میں تقریباً ایک لاکھ معیار اسلام پر مشتمل ہے جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے
ماہر ہیں، اور جن میں اہل سنت و جماعت کی تعداد بھی بڑھتی ہوئی ہے، اور ان کے فیصلہ
وہی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کے مشہور سوداگر، پارچہ ہری مجلس
استقبالیہ کے ناظم مالیات جناب، اشیر الدین صاحب ملتان، انظر جناب تقدیر الدین
جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کی روح ہوں ہیں، وہ شہر کی دنیا کی بڑھتی ہوئی ہیں۔ ایک ایک
محلہ میں تاریخ ارام، دو چار چار خانقاہیں ہیں، سلاسل اربعہ قادر یہ و حشیش
و نقشبندیہ و شہروردیہ کا قیام عام ہر طرف جاری ہے۔ اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی
ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے، اور ہماری مجلس استقبالیہ
کے ناظرین اور مسلمان اور ہمارے براہ و طریقہ شیخ عبد اللہ صاحب کٹر کٹر دہری
اسٹیشن بنارس کی خدمت کے سبب چھوٹے چھوٹے خانقاہ واری ہے۔ اس شہر
میں عربی علوم کے لیے دو شہر مدرسے ہیں، ابتدائی دینی تعلیم کے ایک وجہ
سے زیادہ مکتبہ ہیں۔ مدرسہ محمدیہ رضویہ و مدرسہ فاروقیہ انجمن اشاعت الحق
بہر سنت و جماعت کے مقنا اور۔ ہیں، جو، ہیں، پہلا مدرسہ ہمارا شہر
غازی، اور آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اصل داعی حاجی جلال الدین صاحب، اور
ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم جناب، عبد اللہ صاحب مدرسہ کی
حاصل مدرسہ ہیں، اور وہ مدرسہ ہمارے شیخ کا لائش بنارس ملتان پورہ دارو
کے ناظم، جو عبد الغفور صاحب کی جہانکا ہیوں کا نوٹہ حسنہ ہیں۔ سرآمد شہر اور

علیٰ حزیں، اسی بنارس میں آگے چپکے تو جانے کا نام نہ لیا، نہ جانے کس نے جلنے پر
اصرار کیا، تو جوج ٹپک کہ "انہ بنارس نزوم" اور پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی
بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے
تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے اور بنارس کو بنالیا، حضرت کی شہرہ پیشہ
یا رنگاریں میں جن میں قابلِ تذکرہ وہ عارفانہ حمید بھی ہے، جوتاج ابا محل کے اند
واقع ہے۔ اسی خاندان تلج کے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالی کے رکن اعظم
حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر توجہ مست کی
مفروضہ نہائی تاریخ ہے، تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے، اور ایسا تاریخی
شہر ہے جس نے علم و عرفان، سیاست و اقتدار، ادب و تمدن میں قوم مسلم سے
فضیلاب ہمنے میں بیحد امتیازی درجہ رکھا ہے۔

یہ وطن کچھ توجہ شریف، بنارس کا مستقل دارالشفاء ہے، آسیب زدہ، مہافین
مساخری نہیں بلکہ سر میں درد نہا، تزلزلہ قین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارس
کچھ توجہ شریف فیض آباد پہنچ گیا۔ آستانہ اشرفیہ کی خاک چائی اور تنہا دست
والیں ہو گیا۔ اس کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا
غیب ہے کہ میرے بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا، اور میں بحیثیت
ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس کی ترجہائی کر رہا ہوں۔ میں اس
موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہموطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں، بلکہ اس
منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری
کسی خطا پر پردہ دار نہ کی گئی ملو میں میدانِ شریف و عویدار ہو گا۔ میرے بھائیوں
نے مجھ کو یقین دلایا ہے کہ میرے قدم قدم، میرے لفظ لفظ اور ہر کون ہر حرکت پر
ان کا مکمل کنٹرول ہے، گاؤں گاؤں۔

مدارت کے لیے محمد صاحب قلیہ کے انتخاب کے اسباب

میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی ملاحین
نے، اولیاء کمالین نے، علماء ربانیین نے جو محسوس کی تھی، اس پر مہرِ تصدیق
ثبت فرمانے کے لیے آپ حضرات کو یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر
ذرا بھی تعجب کیا جائے۔ اسے ہمارے بزرگوار! ہم نے آپ کو گرم موسم میں سفر کی
تکلیف دی، حالانکہ ہم نے اس اجتماع کے لیے ماہِ صفر تجویز کیا تھا، پھر صرف اس لیے
کہ ہمارے اکابر کا ایک ضروری طبقہ زیارتِ حرمین طہیین میں مصروف تھا، ہمیں
ہمارے حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم بھی تھے، اس لیے مجبوراً ہم نے مارچ کا مہینہ
منتخب کیا، چونکہ وہ مہینہ ہندوستان کی سیاسی گراگرمی کا زمانہ تھا، الیکشن کے
اکھاڑوں، پاکت ان کے حقوں، وزارتی مشن کی ہنگامہ خیزوں نے ملک بھر کو
اپنی طرف مصروف کر لیا تھا، اور یہیں اقرار کرنے میں غور نہیں کہ ہمارے بعض افراد
نے ہنگو بلوغ و بہار کی بھول بھلیوں میں بھی رکھا، یہاں تک کہ اپریل کی آخری تاریخوں
میں اس اجتماع کی نوبت آئی، اور صرف چند دین کے دو تمدن اور دنیا کے
درویشوں نے مل کر وہ کر دکھایا، جو آپ کی پیش نظر ہے۔ اور ہمیں ایک عظیم تجربہ
کے بعد جبری خوشی اس کی ہے کہ ہمارا بیٹے سے بڑا دشمن بھی نہ بھی کہہ سکتا ہے
کہ ہمارے ساتھ کوئی سیاسی جماعت ہے، جس کا تعاون ہمارا مقصد ہے، نہ یہی
کہہ سکتا ہے کہ ہماری پشت پناہی و امانت کوئی سیاسی جماعت کر رہی ہے،
وللہ المنة ولله الحجة السامیہ۔

اسے ہمارے بزرگو! اور مقدس رہنما! ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے
زمانہ میں، اور سفر کے ناقابلِ برداشت دور میں ایک بارگی، ایک ساتھ، ایک میدان
میں مدفق افراد ہونے کی زحمت کیوں دی؟ حالانکہ آپ ہمیشہ اپنی اپنی جگہ پر
رہنمائی فرماتے رہے، اور ہم آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا

حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں کبھی ٹھکر فرمایا، نہ آپ کے قدم ہلکے پیچھے ہیں۔
 ہمارے لیے کوئی ٹکاوٹ ہوئی، یا اس ہمدرد ملک بھر کے غلام کو زحمت و جنگی پیدا ہوئی
 ہم سے اسوجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے حماس گم کر دیے، اور اہل زمانہ کے
 غیر معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت جمع ہو گئی کہ ہمارے ہوش کو درست نہ کر سکے
 حجاب مقدس جو ہم سنیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جس کے ذوق سے سنیوں
 کی دینی رسالیاں وابستہ ہیں، اس پر نجد کی فتن و زلازل کو مسلط کر دیا گیا ہے،
 وہاں مقدس اہلک آن فتنوں کی آماجگاہ ہے۔ فلسطین کے سنی بھائیوں پر
 بے رحم یهودیت ستم آرائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جا رہی ہے۔ ہمارے
 جاؤ اللہ و نبیائے سنی بھائیوں پر قہر و اہم کی بارش ہو رہی ہے، اور ان
 بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے کہ وہ "سنی" ہیں اور اپنے مقدس دین
 کی آزادی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارے ملک میں صرف اہل
 سنت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا ساند چھوڑ دیا گیا ہے، اہل باطل کی
 ٹوکیوں کو سنیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے، اور قیامت یہ ہے کہ سنیوں کو
 ختم کرنے کے لیے جن دہندگان کو راشن دیا جاتا ہے، ان کا نام بھی سنی رکھا گیا ہے
 ابن عبد الوہاب کا پرستار اپنے آپ کو سنی کہتا ہے، یزید و ابن سعد کا بھائی
 اپنے کو سنی کہتا ہے۔ سنیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام سنی بورڈ رکھا جاتا ہے
 سنیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سنیوں کو ان کے وطن سے نکالیں،
 سنیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں، سنیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں، سنیوں کی
 سیاست میں روٹا نکالیں اور پھر بھی سنی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبت عظمیٰ اور
 قیامت گہری ہے جس نے سنیوں میں لوٹ بھاڑ رکھی ہے۔ آج کا دہائی اکل سنی تھا
 آج کا دہائی اکل سنی تھا، آج کا خارجی اکل سنی تھا۔ اس طرح سنیوں کے ٹھکانے

قلم اسلامی کی منظوری

پندرہ سنی فتنے

آگ لگا دی گئی ہے، اور ایک ایک کا شکار کھیل کر سنیوں کے خلائق شکاریوں
 نے مستقل سازش کر رکھی ہے، اور انہی پالتو اور شکار کیے ہوئے افراد کے
 بل بٹھاتے ہوئے آگ مار کر لیڈر سنیوں کو انکھیں دکھاتے ہیں، سول جنگ کی دھمکی
 دیتے ہیں۔ گفندہ پوش ژبا واقعہ ہے کہ ہندوستان سنی مسلمانوں کا ملک تھا
 سنیوں نے سیکڑوں برس اس ملک پر حکمرانی کی، اور تہذیب کی بنیاد رکھی،
 لیکن اب ان کا وجود نہ راعی کی نظر میں ہے، نہ دنیا کی نگاہ میں۔ ہمچانگیر و عالمگیر کے
 وارث کچھ نہ رہے، اور برطانوی پالیسی کی پیداوار تین تین نعرے تو لیاں سب کچھ
 بن رہی ہیں۔ امام الہند بننے کی ترکیبیں نکالی جاتی ہیں، امیر شریعت اپنے کو کہلایا
 جاتا ہے۔ پھر اوہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضور پر نور محمد رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا ہی مکمل پتہ چلایا تھا اَللّٰہُ اَعْلٰیہُ السَّلٰوٰۃُ
 یعنی اہل سنت و جماعت۔ اسکا جھوٹا استعمال اپنے لیے وہ کر رہا ہے جو سنیوں کو
 ہلاک کرنے پر حلف اٹھا چکا ہے۔ سنیوں کے پس منظر سے جلا جا رہا ہے اور
 اس میں ایسے دل و دماغ تیار کیے جا رہے ہیں جو سنیوں کو ستائیں، جھوٹا مسئلہ
 سے ٹکرائیں، اسلامی اتحاد میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو متہینہ بنیں
 ہمارے سلاطین و اُمراء و خواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدیں پر قبضہ، ہمارے
 دشمنوں کا، ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے محاربوں کا، ہماری خانقاہوں میں
 رسائی خانقاہ شکنوں کی، ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

نہ ہمہ داغ دلخشا۔ جنبہ کجا کجا نہم؟

غضب یہ ہے کہ یہ سارے منظم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں
 آپ کے دیکھتے ہوئے سنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے
 سنیوں پر پگھیرا ڈال دیا گیا ہے، اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی امت

انتہا سنیوں کی کفر طرائق

دن دہڑے لوٹی جاتی ہے۔ سنیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر اُنکے شوق و قدس خدا
 جکے سرافقات جاہ و جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں، اُسکو بالاسکان جھوٹا کہا جائیگا
 سنیوں کو ابذا دینے کے لیے فضیلت علم میں شیطان کو رسول پر ترجیحا جارہا ہے
 رسول پاک کے علم کو پاگلوں، چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختم زمانی نبوت کا
 انکار ہے، توکل کرنی مدعی نبوت نکل پڑا ہے، بے دین مشرک پرست خود میں اور
 ہم دینداروں کو بدعتی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی، ملت فروشی وہ کریں اور سنیوں کو
 ملت فروش بتائیں۔ نام لیں حج اہل بیت کا اور تبرائکس اصحاب پر۔ دعوت دین
 حج صحابہ کی اور کام کریں قدر حج اہل بیت کا۔ یہ تو دین پر بیماری ہے۔ دنیا میں
 سنی بازار سے نکالا جارہا ہے، اُسکو مقدس بنا کر دیا جارہا ہے، اُسکی وراثت
 حکومت کو خصب کیا جارہا ہے۔ آخر بوسب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی
 ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو سراجۂ غلط ہے۔ بعونہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور
 خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین و آسمان کو سنبھالنے والے
 اتنے ہیں کہ آج تک اُنکے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی، تو
 پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں؟ یہ بھی غلط ہے، وہ
 نہ سنتے تو پھر سننے والا کون ہے؟ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے،
 کیا وہ غافل ہیں؟ یہ بھی غلط ہے۔ جسکی گہری نیند پر غفلت کا گزر نہ ہو سکے، وہ
 بیداری میں کیسے غافل رہیگا، تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں؟ یہ بھی غلط ہے،
 ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا، دادی دادی، چوٹی چوٹی، شہر بہ شہر، قریہ بقریہ پھرنا
 ہمارے ایمان کو سنوارنا، ہمارے عمل کو سبانا، ہماری گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا،
 ہماری تاریخ کو دھرانے کی سعی فرمانا، اور ایسے دُور میں جب پیری فریدی پر چوٹ کرنا
 فیشن ہو، دین اور علم دین کا نام لینا قبیحہ کی بندر ہو، مشائخ کو قوم پر بارگراں کہا جا رہا ہو

حق و عدل کا سراج

پیشوا دین کے کارنامے

خدا اور دین پر انگشت نہائی کا دستور بنالیا گیا ہو، پھر بھی دین کا وقار دار اور سنیوں کا
 سردار طبقہ ہر طعن سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو اُنکا منصب ہے، اُن کے
 اُنکا کی سلطنت، مطلقویہ نے اُن کو جس کر کسی پر سبھا دیا بعونہ تعالیٰ پوری ذمہ داری
 کے ساتھ وہ لوٹی میں لگے ہوئے ہیں، اُن پر فرقہ دارانہ ذہنیت کی پھینکی گئی، اُنکو
 پرانی فکر کا فکر کھڑا کیا، اور وہ کونسی لذیت ہے جو اُنکو نہ پہنچی۔ مگر مرزا اور زلار جیسا
 بیشمار مرجہا ہے اُنکے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام
 میں لگا رہا اور اپنے پاک مقصد سے کبھی نہ ہٹا، اور اپنے مقدس فتوے کا ایک
 حرف کبھی نہ نکالا، اور اپنے علم و عمل کی یکسانیت میں فرق نہ اُٹنے دیا۔ یہاں گروہ پاک
 کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ اُنکے پیغام کی آواز بازگشت آج یونیورسٹی سے کلجے
 اسکول سے، کوچہ و بازار سے، دودھ و لوار سے آرہا ہے، اور ہندوستان کا کونسا
 سنی ہے جو خرو پاکستان سے بے خبر ہے۔ دنیا نے شری تلاش کے بعد اس غلیل کی
 ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتایا ہے۔ لیکن اسکو آج سنے کہ اس پیغام کے لیے
 قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جج کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل ایلہائی
 کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور پانی رہا۔ ہندو الاغافل، آستانا العلماء کی مقبول و
 برگزیدہ ذات گرامی ہے، اور اُن سے سب سے پہلے جو اس دولت کو لیکر راستے لگا
 اس میں ڈاکٹر اقبال کی شہرت آگے نکلی۔ بات دُور نکل گئی، میرا کہنا یہ تھا کہ ہمارے
 رہنما ہم سے بے پروا نہیں ہیں۔ پھر کیا بدحرم ہیں؟ تو یہ تو یہ کہنا تو سفید جھوٹ
 بولتا ہے، اُنکی رافقہ ہمارے لیے آہ میں کہیں، اُنکے دن ہمارے علم میں بھر ہوئے
 اُنکے پاس کوئی ایسی ڈھانچہ جس میں ہماری یاد نہ ہو، اُنکی زندگی کا کوئی ایسا
 لمحہ نہیں کہ ہمارے غریب اُس میں نہ ہو۔ پھر اندھیر گری کیوں ہے؟ یہ تلامذوں کی
 غارتگری اور سنیوں کی بیکاری کیسی ہے؟ میرے خیال میں اسکا ایک اور طرف ایک

سنو کی امانت

پیشوا کی پالیسی

پیشوا کی پالیسی

ہندوستان کا بادشاہ پشت میں پیدا ہوا اور اجمیر چلا آیا، میرا سلطان
سمان چھوڑ کر کچھ چھوڑ آیا۔ میں خوش کی بارگاہ میں سر نیاز جدا کر، میں خواجہ کی
خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر، میں اپنے سلطان کی سرکار میں عقیدت کا
نقدانہ لیکر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے تھا۔ تبلیغ
ہماری اور ضرورت ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اچھے نظم کی نذر ہوا۔
پہلی مشنری ایک نظام کے ماتحت ہے۔ واقعہ پرست مشرکین کا منظم سنگٹھن اور
شدت کی ناپاک تحریک ہے۔ دوسرا ایسی بڑی ہے کہ تبلیغ کا حصہ ہے
اسکا نہ کوئی مرکز ہے نہ انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں ایسی
شاخیں ہوں۔ ہر ضلع میں اسکا آفس ہو۔ ہر تحصیل میں اسکا نظام ہو۔ ہر پڑوس میں
ایک ہی طریقہ کار ہو، تو آپ دیکھ لیں کہ ملک کی موم شماری میں غلامان مسیحی
علیہ النجیۃ والشار کا اضافہ کس تیزی سے ہوتا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی
کاش میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے۔ زمین کو گوارہ امن و امان بنادے
جہاں روح ہر عمل ہو، اور نفس کا وجود عدم ہل رہا ہو۔ اور آپ حضرات جانتے ہیں
کہ یہ چیز ہے جس کا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک دھم اور دھم شام
تعلیم مذہبی ہے، تعلیم ہی سے قومیں دنیا کی تعمیر کجانی ہے، تعلیم ہی سے صحیح تدبیر اور
دست افکار کی اہلیت آجاری جاتی ہے، اور تعلیم ہی سے قوم کو جس کے اصلی سلیب
میں ڈالا جاتا ہے۔ اس تعلیمی ادارہ کی کاغذ رنگی نتیجہ ہے کہ قرآن وحدیث کا پیارا
پارا نام لیکر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو خود مسخ ہو گئے ہیں اور اسلام کو مسخ
کرنے کا قصد کر لیا۔ گزشتہ ایک مہینے کے اندر جتنے فتور نے برطانوی سرایہ میں
جنم لیا، وہ سب تعلیمی خامی کی اتنی بارگاہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے

ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنوبی بقعہ سے آگے میں جو غیر اسلام
کی قومیں کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتے ہیں۔ اس جنوب کی کوئی حد ہے کہ شام
کی عقلیت کو ایسی شر سے گھٹاتے کی کوشش نہ ہو۔ سب کو خبر ہو چکا ہے کہ
ادارہ تعلیم کامیوں کے حسب ذیل کی بات ہے کہ طرح نمونہ پیر کر ای تو جہات تہذیب کو
لاشعرا پورے دنیا میں لیا۔ یہ عین سچ ہے جو ان کان ٹاکر شمس طے سے ہیں
کہ صدر المدینہ کے مدینہ پچھو اور باطل پھوڑا اور دشمن سر میں رہتے چلا
اب قرآن شریف اس لیے پڑھایا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف
میں ان کو بھی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ بکارت، اسلام ہے اللہ فانی لا یوراجعون۔
ایسی غیر مسلمانہ تعلیم سے جہالت ہزاروں ہزار ہے کہیں ناپاک نسیم ہے جو پاکستان
کے نصوص سے لڑتے آئے، اور پاکستان میں بسکون کی زندگی حال نظر آئے، اسلامی احوال
کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سفید کی شہیت اور مسلمانوں کی اسلام غارت
اس فوجی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسے مدرسہ گاہ کو دوسرے کو اس کو زندہ
رکھا جائے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان میں صحیح تعلیم کے ادراک
کی ترقی ہوتا ہے۔ ہر صوبہ میں کامل انصاب مدارس بکثرت موجود ہیں، اور اشارات
خوب کام کر رہے ہیں، صدر اعلیٰ اسلام آباد میں فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی
خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاد، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کی مساعی میں مصروف
ہیں۔ یہ جماعتیں نہ بچتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بے بسی
اور بھی ترقی کرتی، اور مذہب کے جہتے داسے میسر نہ آتے، اور اسلامی اعمال سے دنیا
ناواقف ہو جاتی، مگر باوجود اس کثرت کے قابل افسوس اور لایحیہ سب سے کہ
ان علمی و دینی مدرسہ گاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں۔ ایک کو دوسرے سے خبر نہیں
مسیار تعلیم میں ایک مضابطہ نہیں، انصاب میں یکسانیت نہیں، طریق تعلیم میں توافق نہیں

کاش ایک مرکز سے سب جا بستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو، ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پڑھنے سولیات کا نصاب ہر مدرسہ کا طالب علم دے۔ ضلع کا مدرسہ تھمبیاوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاڑوں گا کہ ہر بچہ پڑھا دیا جائے گا۔ آئندہ الی اسل کا ایک فروغ جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہونے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح گزرا ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہونا ہے، ہر کچھ تعلیم سے برکت ملے اسلامی نکل بن جائے تو پھر اس آن کی وہاں و شان ہے، جس کا ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، انکو سہولت ہم پہنچائی جائے، اگر مساجد کا ایک نصاب ہو، اور کوئی امام اچھے مسند نہ جائے، پڑھوں گے پے شبیہ مکاتیب کھولے جائیں، آسان زبان میں دین کی تعلیم کس لیے گت۔ میں تصنیف ہوں، اور ہر تصنیف پر جمہوریت اسلامیہ کی نگرانی ہو، وہی کتاب سنی چرے جس پر جمہوریت اسلامیہ کی تصدیق ہو، علوم جدیدہ کو عربی و فارسی زبان میں لایا جائے اور علماء اُن سے واقف کیے جائیں۔ سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ و جغرافیہ کا مستقل کورس ہو، سنی لائبریری، سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی، دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور اس سے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے بھاگنے پر آمادہ ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو، تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرہ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عقل میں، اخلاق میں پاک پہچانی ہے، وہ جہاں قدم رکھتی ہے، اُسکو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پرورش ہیں کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسکی صحیح تعلیم کی

کی کا نتیجہ ہے، علم درست طور پر آجائے، تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے لوگوں و مذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد، کچھ خیالات، کچھ ادیان پر اعتقاد کر کے اُسکا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے احترام کے ساتھ اپنے بُرو کو میدانِ عمل میں نکھرا کر دیتا ہے۔ عقیدہ توحید سے لیکر عباد کی تمام تفصیلات کو ایسے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اُسکو کر کے رکھ دیتا ہے، اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے۔ صاحبِ تخت و تاج ہو یا مسکین و محتاج، سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنادیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے خدا کی پرستش کو رکوع و سجود میں محدود نہیں کیا، اور نہ مسجد ہی کو اس کے لیے خاص کیا، بلکہ اسلام سونے کو چاگنے کو، چلنے پھرنے کو، جم کر بیٹھنے کو، کھانے پینے کو، اذان و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو، صنعت و حرفت کو، کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو، خلق کی خدمت کو ہر زم کو رزم کو سب کو عبادت بنادیا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے، اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے۔ ارکانِ صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے، اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتی ہے، ٹرڈوں اور ڈھیلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو پوجتا ہے، پھر اسلام نے قبائل کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے، اور غریبہ لغاتِ عاج کو میٹھا کر دیا، لکھنے لکھنے والے اللہ انکے فرما کر پوری کا مالک علی صالح ہو کر دیا ہے۔ اسلام کے پروگرام کا دنیا کو خبر ہو چکا ہے، ساری دنیا نے دیکھا کہ آئندہ کو اسلوبِ زمانہ بنانے والا، غیر تمدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا، بحری کے چلنے والوں اور آؤٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنادینے والا

انسانی زندگی

اسلام کا اصل عمل و سنا اسلام ہے

بے امنوں کے گھوڑہ کو دارالامین کر دینے والا اسلام اور صرف اسلام ہے، مگر آہ کہ چھالت و بے خبری کے خطرناک نتائج اسے سامنے ہیں، بے غلی بخت پر چھانسی، بے مسجدیں ویران ہیں، اس کے تمام بیشتر بے سند ہیں، اسلامی کلچر پر تھوڑا تھوڑا کی لعنت لائی جاتی ہے، خانقاہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے ہر ایک نیا نیا لاکھ ٹھکانے اپنے جی سے بناتا ہے، قانون ساز کونسلوں کی جگہ ملک میں آئی ہے، تو ان ناداروں کو دیکھ کر چیخے پاس کوئی ختمی قانون نہیں ہے اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور ہیں، اب مسلم نشست پر بیٹھنے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں کوئی قانون نہیں کیا، مسلمان کہلائے والے مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے، ہرگز نہیں۔ بھریے منکر سب تلخ بل کیا بلا ہے؟ یہ ساز لایکٹ میں قوم مسلم کا شمول کوئی لعنت ہے؟ اور چھالت کا ہلکا اثر یہ ہے کہ بے خبری اور اپنے کو باخیر سمجھتے ہیں۔ علم دین میں ایک آن پڑھ سے بھی بدتر ہیں، اور پھر علماء دین کے تو کھڈ آتے ہیں۔ برطانوی فقہ کے پست قصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلندیوں تک کیجئے پیچھے کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمزور قانون سے جو روزانہ جھڑا کرتے ہیں، وہ سب اچھا و دماغ کو انہٹے اور الہی قانون تک باریاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دارالمنصف اپنے ہاتھ میں لے۔ نکاح و طلاق، وراثت اور سامے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنادیا جائے، غیر شرع قوانین کو ختم کر دیا جائے، مسلمانوں کے قصا بائے بے اسلامی دارالمنصف کو حکومت سے منویا جائے، اور قانون سازی کے چکے کو مٹا کر قانون اسلام کی تنفیذ ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے، خالقانہوں کو

کونسل خاندان کا کام

وفاق و اتحاد میں اسلامی

نہی کہ قانون

نشر علم کا ادارہ بنادیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلوں کو بزم تبلیغ کر دیا جائے۔ اعزاس ہندوگان دین میں شہنشاہی کا نظریہ کی صرح ثانی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے، مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے، اور مسلمانوں کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قائم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جسکی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے، ہمارے کلچر کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر چھل کا چہنہ لگتا نہیں، بھرتے بھرتے بازوؤں اور اُونٹے اُونٹے سینوں، اور لمبی لمبی وارٹھیوں والی قوم بیمار ہو جائے، وگلا ہٹے گا زمانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آیا ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو اپنایا جائے اور ساری نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنادیا جائے۔ یہ کام زیادہ سہرا نہیں آگت، اپنا پر لیں، اپنا لپیٹ فارم، اور اپنا ہر کام ایسا ہے کہ غریب سنیوں کی برائے نام کمالی کھیں، اس کے لیے کافی ہے۔ سنیوں کے پاس اوقات استقرار و بے جنگ و رستہ نہ کر کے، برطانوی اصول پر نہیں، بلکہ اسلامی اصول پر خرچ کیا جائے، تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے، ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے نام پر وقف ہے، اور الحادی علم پر خرچ ہو رہا ہے، مسجد پر وقف ہے، اور شہر وقف ہو رہا ہے، دینی نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقات کے آمد و خرچ پر کنٹرول کر دیا جائے تو بحث میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہم کو مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے، ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جو ان کی عبادت کا ذریعہ ہے، اور بڑا بھت نکالا، وہ تھکائی کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی عرب مسلمانوں کی تھی، خواہی تیرالی شہسوانی اور فکری ہمارا وہ مشق، تمنا جس میں ہمارا کوئی ثانی نہ تھا، ہماری تندرستی

اپنا پر لیں، اپنا لپیٹ فارم

مرب المثل بن گئی تھی۔ چارے جہان کو خبر نہ ہو رہی تھی کہ ہمارا اتحاد، مگر آج
تندستی کھودینے سے ہندوستان، آسانی، کاہلی، جہروں کی بے رونقی، پھر گزشتہ
طور پر یہ کاری و ناداری آگئی ہے۔ حکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اکھاڑ ایک تھقل
ادارہ ہے جسکو زیادہ سے زیادہ ملک میں بچھا کر ان ایک نظام میں بنیادیں مسموم
کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے۔ ورنہ کمزور افراد کی نسل اور بھی کمزور ہوگی،
اور کمزوری وہ بلا ہے جسکے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری، غریب
بناتی ہے، معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے، اور آخر میں روٹی کے لیے غمخیز و غمی
ملت فروشی، پیسوں کے لیے قمار، غار و دین کا باغی ہو جاتا ہے، جسکو ہم آپ برابر
دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محتاجی جراثیم کی ماں ہے، اور میں کہنا ہوں کہ تندستی
نہ ہونا محتاجی کا باپ ہے، اور جب یہ ماں باپ مجتمع ہو جاتے ہیں تو بے پناہ
بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

اسے صد ہزار احترام و عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت ہے، ہماری بیماریاں
حد سے زیادہ ہیں، ہماری کمزوریاں ملاحظہ فرمائیے، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دیکھ
اٹھا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے بسم اللہ فرمائیں، مبلغین پیدا کریں اور میدان
تبلیغ میں بھیجیں، اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے گوشوں کی مردم شناسی
کریں۔ اس جبر کا خاک ایسا ہو کہ ہر شے کا نام بقید ولدیت ہو، مکمل پتہ ہو، عمر،
پیشہ، مالی حالت، تعلیمی حالت، قوت دار ہے یا نہیں، مقدار قرض، ادائیگی کے اسباق
وہاں کی غیر شہری آبادی، مسجدوں کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری،
مندانہ تحصیل، ضلع، حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی عرصہ ہے یا نہیں، اس طرح
اندراج ہو کہ دفتر میں دیکھ کر وہاں کا سبھی مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔
اسی سید میں تمام مدارس اعلیٰ سائنس کی تعداد، انتصاب، تعلیم، ذرائع آمدنی، کیفیت

تبلیغی و تبلیغی کی سہولت

مساکن بھی درج کر رہے ہیں، تو بوجہ سانی و لہو، حبیب علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام
قوم خود بخود ابھرنے لگے گی۔ اور نظام و اجتماع کی روح تیزی سے ملت میں دوڑے گی،
اور دوسری قومیں جو کچھ اس برس میں ذکر کریں، وہ مبینہ ہیں، آپ کریں گے،
یہ تو بیمار کہ تندرست کرنا ہے، آپ حضرات نے تو مردوں کو جیایا ہے۔ اپنے اہلیار کی
گرامات حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، اپنے علماء کے منصب نیابت رسول پر ہمارا
اطمینان ہے، جو تاخیر نہیں وہ آپ کے بچانہ ہونے کی خبر، وہ بھی بوجہ تعالیٰ میسر آئی،
اب ہماری شغالیابی نہیں ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے، اب ہم زندگی کی تلاش
لگانے میں حق بجانب ہیں، اب آپ کی پاک نگاہیں، پاک تدبیریں، پاک تعلیمات، پاک اتحاد کو بھی

پاکستان کیا ہے؟

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا مفہوم استعمال
کیا ہے، اور سچے سچ کو، جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال
روز بروز جن گیا ہے، درود و بار پر پاکستان، لندہ باد، حماد و زکریا میں پاکستان
ہمارا حق ہے، نفوس کی گونج میں پاکستان لے کے رہینگے، مسجدیں میں خالق ہمارے
بازاؤں میں، دیوالوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے۔ اس لفظ کو پنجاب کا
یونیٹس لیتا رہی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں بریلی جم بولتا ہے، اور ہم
شعبوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیاتوں کے استعمال میں ہو
ایک مٹی میں ملا کر ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اسکو واضح طور پر نہ بتلائے، یونیٹس
پاکستان وہ ہوگا جسکی مشینری سوار جو گندہ سنگ کے ہاتھ میں ہوگی۔ ایک کے پاکستان
کے تعلق دوسری قوم میں پہنچتی ہیں کہ ایک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور دوسرے
وہ اٹھ پٹے ایک دوسرے سے لڑنے بنائے، اگر یہ صحیح ہے تو ایک کا الی کس لفظ

پاکستان

پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسکا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس مینا کو قبول کیا ہے اور جس بات پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک دفعہ پر اسلام اور قرآن کا آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم قوموں کے لیے جان و مال، عزت و آبرو کو بے حکم شرع امن و بچائے، انکو ان کے معاملات کو اپنے دین پر چھوڑ دیا جائے، وہ جائیں ان کا دسم جائے اور ان کو قیام الہندہ عہدہ عہدہ منسٹریاں جائے، اور بجائے جنگ و جہل کے صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے پر امن ہوئے پر مطمئن ہو جائے۔ اگر سنیوں کی اس بکھر ہوئی تو لیگ کے سوار لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو کوئی سنی قبول نہیں کرے گا۔ ان سنیوں نے نہ دستور اساسی پر مصائب نہ بخاؤ نہ بڑھتی ہیں، نہ انبارت کے خواتین اب شوریل دیکھتے ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے بکھر سنے وہ نہ رہتا سمجھ کر آئی۔ کہ وہ اسلام کی اقتدار لیگ کا مقصد ہے اس کے ساتھ ہو گئے ہیں، اور انکو پوچھ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کے دستور اساسی کا کیا سوال ہے۔ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی بھی ہے وہی بخاؤ نہ منفذ بھی ہیں۔ لیگ اُن کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جسکو سوچ بچ کر ٹھونک جا کر قبول کیا جائے، بلکہ لیگ اُن کے جذبات کی محض ترجمان ہے، جسکو وہ ہر معنی سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خبر یہ تو لیگ زبان میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جسکو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری کارندہ ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔ لیکن اگر عالم اسباب میں دفعہ دفعہ درجہ بدرجہ حق بحقہ، نحوڑا نحوڑا کر کے پاکستان بننا جائے، تو اس کو بنایا جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے نام پاکستان پر رضامندی نہیں ہے۔ بلکہ عالم اسباب میں قسمت تدبیر ہے۔ ہندوستان جنگ صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا۔ ہندوستان کے کفریات و شرکيات سے واقعی تھے، بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ الود و مرہونہ بے وفا تھا۔ صلح حدیبیہ کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں اللہ کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے بلکہ عالم اسلامی کو جان لیا کہ ہنگامہ جلد پاکستان چھوٹے والا ہے۔ معاہدے اور صلح کے واقعہ کا لحدہ صا استقطعہ کی قیام میں ہونے میں اور بعد استقامت خود ختم ہو جاتے ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم پلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ قلعہ شر کے ساتھ کیا نوٹ لیکر جائیگا۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بچنا چاہیے کہ نہ پھرتا ہے کو سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے لئے سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کیا کہ حال میں دنیا کی مشن کے سامنے بنا جاتا ہے کہ اکثر خان بھی پاکستان کا انفرادی انگریز ہیں، لیکن یہ پاکستان ایسا ہے کہ جبکہ سنگر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن ہو نا امن نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ۵۴ گز کے پابائے پچھتے طاہوں کے لیے لٹاؤ یہ پاکستان بنانا منکر ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرات! سطور بالا میں مسلم لیگ کا نام آگیا ہے، اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کے بالکل جدا گانہ ایک نظام ہے۔ یہی حقیقت بھی ہے۔ مسلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے، اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا پروگرام دائمی ہے۔ پاکستان کی تعمیر کا اور مسلم لیگ کو سنی مسیحا، سنی اماموں، سنی خاتما ہوں، مدرسوں، معر سوں، میلاووں، مذہبی تقیفات گاہوں سے کوئی سروکار نہیں، اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہے۔ پاکستان کا حق ملا تو

دلائل کافی پاکستان

نام ختم

مسلم لیگ کو نہیں ملے گا، برطانوی مسلمانوں کو ملے گا، اور ان میں غلبہ بھی مسلمانوں یعنی سنیوں کا ہے، تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملے گا۔

سنی کیسا پاکستان بنا چکے؟ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہدہ عدلیہ کو دیکھ لیا جائے، دور فاروقی کی سیر کر لی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لیا جائے خلافتِ علویہ کا دیوار کر لیا جائے، اسی قسم کا پاکستان بنا چکے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنہارنے کا اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا اپنی مسجدوں کو آباد کرنے کا اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے، تو پھر ہر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تنگ گیا ہے، اور منافع کے سوا اور خطروں سے الگ رہنا چاہتا ہے، اور وہ کونسی حکومت ہندوستان کو دے ڈالنا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھرا گیا ہے، اور وہ بولا شرکتِ غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور مانا کہ اسکا جواب یہی رہ گیا ہے کہ قانون جب کو مسلمان کہہ دے اسکو بچا کر کے اکثریت کے نام راج والے خواب کو شرمندہ تعبیر ہوئے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے۔ اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا اور عہدہ آخر کی چالبازوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں، لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی قلمی تعلیم کی لاج اسی تداوجت جسد پہلے تھی۔ ہم سے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیے کہ اسکا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا، اور اس کے جس بیانیہ میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا، آل انڈیا سنی کانفرنس کی نامید اسی کو یہ پانچ حاصل ہوگی، اور دینی امور میں اتنا لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اسکو قبل کرنی پڑیگی اور ضرور کرنی پڑیگی۔

سنی کانفرنس کی اجازت کا پہلو

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہے، اور کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگی دشمنی ہے، تو ہمیں ڈیفینس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے، اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہماری لیگی ہو جانا ہے، تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابلِ مصلحت سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جس طبقہ نے عالمگیر وجہ انگریز کی تلواروں پر حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا جرم لہرایا، یعنی علماء و حق وہ نہ کسی مفرد کے دہائے دبتے ہیں، نہ کسی ملکی دشمنی سے لپکتے ہیں، نہ کسی بد زبان نے اسے کام کو پر کاہ برابر سمجھتے ہیں، وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں، حق گو ہیں، حق پرست ہیں، اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اسے ہمارے شعار سمجھنے والے ملکدار اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں، اور بیماریوں نے اس قدر تداصال کر دیا ہے کہ ہم ٹھنک گئے ہیں، اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا ہے، آپ کی انگلیاں ہماری جنبض پر ہیں آپ کی مذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے، جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ اللہ ہمارا علاج کیجئے۔ اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا داد کیجئے، غوث کے نام کی بھیک دیجئے، خواجہ کے طفیل خبر لیجئے، نقشبند کا سر کا صدقہ دیجئے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کو رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری غلامانہ فروگزاشتوں کو معاف کیجئے، یہ وہ کہے جو کچھ تو خدمت کیے۔ سمجھنے تو آپ کو اس شوقِ برزخمت دی کہ اپنا راشن اپنے ساتھ لایئے، ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے۔ ایک مرتبہ سنی کانفرنس میلان کہہ بلا، میں قایم ہوئی تھی کہ نہر فتوات آج تک شرم سے پانی پانی ہے، آج بتاؤں گی گنگا کا یہ حال ہے کہ

ہمیشہ آب و آب رست۔ ہم شرم کے بارے اپنے سر جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا
عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور اپنی مجلس استقبالی کے مخلص
درویشوں کے لیے درخواست و دعا کے ساتھ خاموش ہوتے ہیں، اور
ہماری یہ خاموشی آپ کے گریبانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبور لوں، بے رحم کی
بہزار ادب و درخواست ہے۔ السلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر شرفی و گداہ جیلانی ابوالحسن احمد رضا مجتہد غفرلہ کچھو چھوئی
(صدر مجلس استقبالی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس)

۲۷ - اپریل ۱۹۴۷ء

إِنَّ مِنَ الشَّيْءِ لَسِحْرًا

نَحْنُ الْإِشْفِي لِلرَّيْتَانِ
الْحَطْبَةُ شَرِّ جَهَنَّمَ وَالْأَسَدُ

یعنی

خُطْبَةُ صَدَارِ آلِ انْدِيَا سُنِّي كَانْفَرَنْسِ اجْمَعِيَّةِ شَرِيعَةِ

۵-۶ جب المرجب ۱۳۶۷ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے ہندوستان میں
مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجیر شریف میں حضرت عالی درجہ مولانا
مرجع المشائخ، الکبیر الامامین شاہ وگداویوان سید شاہ آل رسول علی خاں
صاحب اہمیت برکات، سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہ
کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے، جن کی ایک نشست میں خود حضرت
ممدوح مدظلہ نے مسند صدارت کو عزت بخشی، اُسی اجلاس میں، فرزند رسول
جگر گوشہ بتول عالم نبیل، فاضل جلیل، رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج
المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھو چھوئی قدس سرہ
صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ نفیس خطبہ صدارت ارشاد فرمایا تھا

ان گنت عارفوں نے معبود برحق سے یہاں تعبدی سجدے کیے اور بیشمار لاکھ کی یہ ہر وقت گزرا جا رہا ہے۔ انجانی پر یاد انہی کی یاد گاریں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیر کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کبھی ٹھہرتا ہے، اور سر کے بل چلنے کو دل تڑپتا رہتا ہے۔ یہ تو غنائہ خدا، اور سجدہ گاہ اولیاء کا حال ہے۔

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار اور خواجہ خواجگان کی سرکار ہے۔ آداب ولایت کی بنیاد باریاں ہیں، اور سادہ سادگی کی نور پاشیاں ہیں، فیض و کرم کا چشمہ آبلا کرتا ہے، اور غریبوں، نیازوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ قدوس باطن خورشید اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو سرستان زمین ہی پھیلا دیکھ لیجئے سبحان اللہ، کیسی شمع ولایت ہے کہ دنیا پر اندازہ دار فدا ہو رہی ہے۔ کس ملک تختِ آج ہے کہ ایک زمانہ جس کا تخت ہے، جبکہ ہم امیر کہتے ہیں، وہ یہاں کا خیر ہے، اور جبکہ ہم فقیر جانتے تھے، وہ یہیں کا دامنگیر ہے۔ سلطان کا سلطان، بادشاہوں کا بادشاہ، غریب نوازوں کا غریب نواز، خواجوں کا خواجہ، سابقوں کا سابق، باروں کا بار، بیوں کا پیا، محبوبوں کا محبوب، دیکھیے دیکھیے شہر ہی کس ہے کہ نور کا بنگا، قہر بیضا ہے کہ نور علیہ کا تر کا ہے۔ تجلیوں کے خواجہ تیری ایسی تجلیاں، اسے قدرتِ غامیوں کے داتا تیری یہ کار خواتیاں۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے بدل سرشار ہے، دماغ خدا جلنے کہاں پہنچا ہوا ہے، آسمان کا تارا تارا، جنتان دہر کا پتہ پتہ زمین کا ذرہ ذرہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا، میری روح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ میرے جسم کا روٹھکا روٹھکا کس مزے میں زبان حال سے گویا ہے کہ

میں تو سنگیرا بادشاہ مرشدِ خواجہ

طفیل رحمتہ للعالمین چشمِ کرم برما

آج جب شریف کی چٹھی شب ہے، ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، بار حقیقی سے

وصالِ خواجہ کی تاریخ ہے، عرس شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یاد گاہ ہے۔ قرآن کریم کی زبان میں اِنشَاء اللہ میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ دگاہ مطلق کا یوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر و یوم ناسخ کے ساتھ ملا ہونی سلا مقبول اور ربانی رحمتوں کی بارش ہوا کرتے ہیں، اسیرانِ نفس و معصیت کو رملی دیجاتی ہے، اپنے رب کا پانیوالے بے حساب پلٹے ہیں اور بے غماشا بنتے ہیں، کمائی والے زیادہ سے زیادہ اجڑیں حاصل کرتے اور اپنے دایرستان کبھی طافرانے رہتے ہیں، ان بیشمار نعمتوں میں سے ہر ایک کی انکسیر ہو رہی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بیانی کو تیزی بخشی جاتی ہے، صفائے اخلاقیہ و ماحضی کا سدقہ ملتا ہے، اسلام کی بخشش ہونی تیز لگان کی حفاظت کا سرمد ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قوموں نے اپنے بڑے و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا، تو آنکھیں ٹھنک گئیں اور حقیقت نگ بار بار نہ ہو سکیں، عقلیں سوخت ہو گئیں، ہوشمندی ڈوب کر رہ گئی، انسانی شرافت خاک میں ملا، فہم و فراست ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف نگاہیں نہیں تو چاند سور اور ستاروں آگے نہ بڑھ سکے، اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ نقشِ پرستی اور گنگا بوجا، یہ بت پرستی، یہ ہوائی دھواں، نگاہوں کی کنویریاں نہیں، تو کیا بلا ہیں؟ چند ما پوجا، سورج پوجا، گرھن پوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھا دین نہیں تو اور کوئی نعمت ہے؟ لیکن اسلام کی تیز نگاہی، اللہ اکبر، انکار کو دیکھا اور نور کا یقین آیا۔ افعال سامعین آئے اور افعالِ تعالیٰ پر بند کی قدرتیں نظر آئے، انکسیر صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرامِ فلکیہ کے پرست چاک کر دیئے، استعارہ خرقہ و التمام کے نکالے، استغناء کر دیا، اور جانے جانے لگا، حقیقت نگ پانچ گئیں۔ شہداء نے جہاں کعبہ جسکے حجر میں آج تک، سید پوش ہے، اور عرشِ عظیم

پھنا پیا جسکی ابجہ جو بیاں ہیں اسلامی تاکہ سے لذت دید میں سرشار ہونے
اس کو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اس اسلامی تہذیب کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدہ قبر میں پریشیر چوڑا
قبر کو تو بید قبر نے چھپایا، تو بید قبر نے غلات کی چوندا اور عدلی، ان سب ہنگامہ اگر
چھا گیا، لیکن اسلامی آنکھ کیلے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپانے میں کامیابی
حاصل نہ کی۔ تو بید قبر پر خساد رکھ دینے والوں اور غلات قبر کو سر پر رکھنے والے
آنکھ والوں سے کہ ان سب کا لاپس اور قبر کا مقبور کس کو پایا؟ اور اگر مشر فیض
تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبور پر لگا، نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ وہی بیت کا
اندھا ہونے سے کہ ٹوٹے ٹوٹے قبر تک نہ بھی، تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا، اور محروم
ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلام کی تہذیب ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی۔ کفار کی
قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی کہ کفر و کفار کو کسی احترام کا حق نہیں۔ موتوں کی
قبر پر اس آقا مونی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم پاگ دکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے
تکلوں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولان بارگاہ کی قبروں کا کتنا
رتبہ ہوا، یعنی وہاں بیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔
یہ تو ہم مسلمانوں کا روز مرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا، اور پہلے
خیزدان کو چوم لیا، پھر چار کو چوما، اور پھر کھواں کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ خیزدان
کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ چلد کے چمڑے کو نہیں چوما، بلکہ خیزدان کے اندر چلد میں
چومنے کے قابل چیز ہر کو پہلے ہی سے نظر آگئی، اسکو چوم لیا۔ حال کو نہیں چوما، مدلول کو
چوما، یا مدلول سے حال کی جو نسبت ہے اسکو چوما۔ ہاں غلات قبر کو کوئی
نہیں چومتا، اسکی نسبت کو چومتا ہے جو مقبور سے اسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں کتنا مقدس مقام، اور کتنا اہم ابوان اور

کتنی خاص تاریخ قیصر ہے، زمان و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور
ہو نہ تعالیٰ لاخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سید بکر نہیں
خطا شعار نہیں۔ لیکن ہاں ڈنکے کی جوت کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں، ہم غدار نہیں۔
زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک اندھیاں چلیں، دین و دھرم کی
دین کے نام کو بپٹ کا دستا بنایا، کچلے بازار میں ملت فروشی کی جاسی ہے، غیر فرشتہ
قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دار السلام رکھ ادا
وویا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احقر آ رہا میں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی
پر اترائیں۔ یا رسول اللہ شکر گھبراہیں اور تین سے ماترم کا ترانہ گائیں،
نعرہ تکبیر سے انجیں، اور اپنے بالوں کی جے منائیں۔ مسلمانوں بزار اور
مشرکوں کے علمبردار۔ اب تو ٹھنڈا کارنگ ایسا چڑھا ہے کہ بیجا نناد شوار ہے کہ
مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے، مگر اسے خواجہ نیری خواجگی کے
فرمان کہ تیرے مت، تیرے ہی رہے، نیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک باغ نہ ہٹ
چوہہ ٹو برس کی ہرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توجہ کو کھڑا نہیں کیا،
اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا۔ نہ یورپ کی جال ان پر علی، نہ اکثریت کی
سہا یہ ناری کا جال ان کو پھانس سکا، یہ خواجہ کی ڈہائی دینے والے، یہ میلاد و
قیام والے، یہ نصرہ تکبیر و نصرہ رسالت والے اسی مقام پر رہے، جہاں خواجہ کی
کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیت اچھے شہرے خواجہ والے
غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور انہ لعلے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے
آج ہمارا اجیر میں وہی مقصد ہے، جو جنت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجیر پہلا چکا
جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جسکے لیے اللہ کا حبیب کتبہ سے مدینہ

اور ہر تہذیب سے ناکھانہ شان کے ساتھ مکمل پہنچا۔ جس مقصد کا مختصر اور زبان نام
مذہب کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی آنادی ہے۔ ذہن ذوق کو علم بنانا
اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا، اور انسانی آبادی کو
پاکستان بنانا ہے۔

بھئی اپنے خواجہ سے یہی کہتا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہلیت و استعداد
کو نہیں، بلکہ کثرت کے کوڑوں کی کثرت تعداد کو دیکھتا ہے۔ گور، پشاپ، والور کی
پوتہ، اور ان کے پاک بندوں کو ملچہ کہا جاتا ہے۔ جن غداروں کو زمین پر
قدم رکھنے کا حق نہیں، ان کو دیسی، اور جگے لیے زمین پیدا کی گئی، ان کو بدیتی کا
لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ذات کے اردوں اور بے مسکن آبادوں
کو مسلمانوں کے سینہ پر لیا جا رہا ہے۔ کعبہ میں خلیفہ حج ہر ایک ایک ہزار
کاشکس لگا یا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی آزمائی جا رہی ہے
اور ہر غضب یہ ہے خواجہ! کہ آپ کا پڑھنا پڑھنا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ مدت فروش
دستار کے شعلوں کو چوٹیوں پر، شلواروں کو چوٹیوں پر، صرف چند بنگوں کیلئے
بخاؤ دے چکے ہیں۔ تہذیبوں نے دوبارہ ایک تہذیب بنالیا ہے۔ اب ایک جہاں نہیں
بلکہ جہاں کی پلٹن ہو گئی ہے، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے
مسلمان یعنی سنی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اے میرے خواجہ! آپ کے دنا داروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول
اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آواز سے سنے تو نہ گتہوں کے خیر و دستار
سے، ڈسے، اور نہ ریش کی آرائش سے مرعوب ہوئے، اور صرف اسلئے ان کو
چھوڑ دیا کہ بے ان کے چھوڑے اے خواجہ! آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کبھی طرح
قابل برداشت نہ تھا۔ شاید ہماری بھی ایک نیکی کام آئی، اور اسی دنا داری پر

خواجہ! کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ ولی الہندی کی کراہت ہے
کہ ہمارے ان رہنماؤں کو سیداری بخشنی جنکو رہنمائی کی سند زبان وحی سے
میں ہے۔ اب اسکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازو کی قوت پر پڑنے
لگی، وہ رہنما کون ہیں؟ یہ بھی ہمارے پر، ہمارے علماء و اہل سنت و جماعت،
سارے پھر خافا ہوں کی چار دیواریوں نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے،
سارے علماء و مدرسوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہو گئے اور ارادہ کر لیا تو کرو
سٹیوں میں روٹے ہوؤں کو منا یا جائے، ان کو مسلح بنا کر قبضہ داری دیکھائے کہ
مصر سے پہلے فی کس دشل نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، تو کو تعلیم دینا
آراستہ کر کے ان کے علم کو، ان کے عمل کو، ان کے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں
وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابل برداشت ہیں
جو سٹیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سٹیوں کے منہ سے لڑتے رہیں، اور
سٹیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لا کر ان میں
تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دارالافتاء، دارالافتار، سب کو
مرکزی شان سے چلانا ہے، خافا ہوں کو آراستہ کرنا ہے، اور ان میں تبلیغ و
تعلیم کی روح پھونکنی ہے۔ (المشاو کلمہ کنفس و احسان پور کے دکان کا)
ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان
بنادکھا دینا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عزائم اور ارادے ہیں، ان کا نام
آل انڈیا سنی کانفرنس یا اتحاد سنی اسلامیت ہے۔ اور جس میں اس وقت تک
صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے، اور اسی سنی کانفرنس کا
آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلف و قمار ہی اٹھانے کا ہے۔

میرے سنی بھائیو! اب ہم پر حجت الہیہ ختم ہو چکی، اور اگر ہم اس دنیاؤں سے بچنے کے لیے میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ ہمارے بھائیو! لے چکار رہے ہیں کہ "سنیو! جاگو جاگو"۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ "سنیو! ہوشیار، خبردار"۔ ہمیں ترغیب دینے والے بلا رہے ہیں کہ "آؤ بڑے چلے آؤ"۔ اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ کے لشکر! اسے خواجہ کے مستوا! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آگئے، اور تم کیوں روکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بکثرت عدت چھوڑو۔ اب غفلت کے مجرم سے باز آؤ۔ اٹھ بڑو کھڑے ہو جاؤ چلے جلو، ایک منٹ بھی نہ رو، پاکستان بنا لو تو جا کر دم لو، کہ یہ کام اسے سننیو! سن لو کہ صورت تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے، اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے، اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے۔ پاکستان کا نام بابا لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑھے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے، اور اپنا وظیفہ کون سونچتا ہے؟ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب ریل پاکستان کا رشتیان است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے۔ بکا اظہارِ بلا خوف و ہراس لایم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے بواہ کوئی ٹوٹی اسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو، الکفر ملہ واحد کا۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بیشمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے، اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا، اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟ اگر نارنجی طور پر بکا جائیگا تو وہ صورت

سنی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زمین الحسنات ممتاز بھادو نشین مانگی شریف (سرحد) نے کھسوالیہ ہے کہ اگر ایک ہمارے سنی، مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتائے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائیگا؟ اسکا دفتر کہاں رہیگا؟ اھا اسکا جھنڈا؟ سارے ملک میں کون اسکا ٹکڑے کا؟

اسکے بڑے حضرت محنت صاحب قلمہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے عربیہ نشان لراکین و حاضرین، اس حرکت اللہ را خطبہ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبول خاص عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ

میں اپنے سنی بھائیوں کو آخر میں پیرندہ دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سنی جھنڈے کے نیچے جا لیں، جبکہ سبز رنگ قصبہ حضرت کی سرسبزی سے مانو ہے، اور جس کا ہلال بدر کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے، اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اس سبز گنبد کو لے لے ہے جس کے سایہ میں دین اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

فقیر ابوالحاجہ سید محمد عفران اشرفی جیلانی

(صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

تراجم و مطبوعات ادارہ نعیمیہ ضویہ سواد اعظم لاہور
منترجم فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام مقین الدین نعیمی دامت برکاتہم

۲۰ - ۰	۲۰ - ۰	ترجمہ کتاب الشفاء (فائز عیاض) حصار	نعم العطار
۲۰ - ۰	۲۰ - ۰	ترجمہ دوم	۲۰ - ۰
۵ - ۰	۵ - ۰	یعنی ترجمہ مائت من السنۃ از شیخ محقق محدث دہلوی مکمل (عربی عربی و بحالی اردو ہے بہ صحت اردو و قین رو ہے)	آبام اسلام
۲۵ - ۰	۲۵ - ۰	از علامہ فخر الدین رزقادی شافعی علیہ مع علی و اردو	اصول السماع
۱ - ۰	۱ - ۰	ترجمہ "البدیع للنشر فی الاماکن المشافہ" سیوطی	بکھرے موتی
۲۳ - ۰	۲۳ - ۰	(عربی مع ترجمہ) سیوطی	بشری الکتاب بلقاء الحبيب
۲ - ۰	۲ - ۰	سیوطی	تذیق الصوفیہ فی مناقب الامام ابو حنیفہ
۵۰ - ۱	۵۰ - ۱	(عربی مع ترجمہ) سیوطی	مسائل الحنفیہ لا یولی المصطفیٰ
۵۰ - ۲	۵۰ - ۲	از شیخ محقق محدث دہلوی	شرح الغیب ترجمہ فتوح الغیب
۵۰ - ۱	۵۰ - ۱	از شیخ محقق محدث دہلوی	نعیم العارفان ترجمہ تکمیل الایمان
۵۰ - ۰	۵۰ - ۰	از شیخ محقق محدث دہلوی	نجدی مذہب ترجمہ "الصواعق المبرقعات فی الرد علی الوہابیہ"
۵۰ - ۰	۵۰ - ۰	(عربی مع ترجمہ)	بیان المیلاد النبوی المسماة ابن جندی
۵۰ - ۱	۵۰ - ۱	(از سیدی محمد الفاضل قدس سرہ)	سوانح گراما
۵۰ - ۱	۵۰ - ۱	(از سیدی محمد الفاضل قدس سرہ)	سیرت صحابہ
۱۹ - ۰	۱۹ - ۰	(از سیدی محمد الفاضل قدس سرہ)	کتاب القواعد
۱۰ - ۸	۱۰ - ۸	ترجمہ کشف المحجوب	الطریق المحبوب
۱۰ - ۲	۱۰ - ۲	حیات محمد الفاضل	حیات محمد الفاضل
۵۰ - ۲	۵۰ - ۲	از علامہ	نعیم البیان فی تفسیر القرآن
۲۰ - ۰	۲۰ - ۰	خطبہ حضرت آغا انشا علی کا فرائض	خطبہ حضرت آغا انشا علی کا فرائض

ترجمہ و مطبوعات ادارہ نعیمیہ ضویہ سواد اعظم لاہور
منترجم فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام مقین الدین نعیمی دامت برکاتہم

تراجم و تفاسیر الیہیاری کتابیں علم اکملت جماعت

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰

تفسیر قرآن کریم
۱۰۰